AFKĀR *Research Journal of Islamic Studies*
Volume 2, Issue 2, Dec.2018, PP: 15-30
E-ISSN 2616-8588 ; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; www.iri.aiou.edu.pk
Print & Online: 22nd Dec., 2018, Reprint: 31st March, 2019

Scan for Download

سیرت حلبیہ میں فقہ السیرۃ کے اُسلوب کا مطالعہ

Study of Methodology of Fiqh Al-Sīrah in "Sīrat-e-Ḥalabiyyah"

Dr. Hafiz Muhammad Naeem
Chairperson/Associate Professor
Department of Arabic & Islamic Studies
Govt. College University, Lahore
Email: naeem_gcu@yahoo.com

ABSTRACT

Imām Ḥalabi is one of the greatest scholars of Tafsīr, Ḥadith, Fiqh and Sīrah. His book Sīrat-e-Ḥalabiyyah is a masterpiece and classic work on the sīrah of Holy Prophet ﷺ and has got a significant place in Sīrah literature. In this book Imām Ḥalabi deals with sīrah in a different and unique way. He has derived from it jurisitc implications, instructions and lessons for practical life. This style of Sīrah writing is called Fiqh Al-Sīrah. By applying Islamīc sciences and mechanisms of sharī'ah he has authenticated the sīrah narrations firstly and then, infers out of them Islāmic law and rulings. He also dispelled the contradiction among different narrations and quoted the references from Qur'ān and Sunnah on the points derived by him. Somewhere he referred the opinions of different schools of thought besides his own opinion but mostly, being a follower of Imām Shāf'ī he has confined himself by giving Shāf'ī opinion only. This article focuses on analytical study of Seerat-e-Ḥalabiyyah in the context of fiqh Al-sīrah.

Keywords: *Imām Ḥalabi, Sīrat-e-Ḥalabiyyah, Imām Shāf'ī, Fiqh- Al-Sīrah.*

تمہید

اسلامی علوم وفنون میں سیرت نگاری ہمیشہ سے ایک مستقل صنف کے طور پر جاری رہی ہے اور جداگانہ حیثیت کی حامل ہے۔اس کی بنیادی وجہ دین اسلام میں پیغمبرﷺ کی ذات مبارکہ کو حاصل حیثیت ومقام ومرتبہ ہے۔ چونکہ دین کا دارومدار اور منبع وحی آپﷺ کی شخصیت اقدس ہے اس لیے سیرت نگاری کی طرف ہر دور میں اعتناء کیا گیا اور سیرت کے مختلف پہلوؤں پر متنوع انداز میں قلم اٹھایا گیا جس سے سیرت نگاری کے مختلف اسالیب سامنے آئے۔ انہی اسالیب میں سے ایک اسلوب فقہ السیرۃ کا بھی ہے جس میں واقعات سیرت سے فقہی احکام اور دروس وعبر وغیرہ کا استنباط کیا جاتا ہے۔ متقدمین ومتاخرین کی کتب سیرت میں یہ استنباط حضورﷺ کی زندگی کے تمام ادوار (زندگی قبل از بعثت

CC BY

ورسالت مکی دور، زندگی بعداز نبوت ورسالت مکی دور اور بعداز نبوت ورسالت مدنی دور) سے کیا گیا ہے۔ان تینوں ادوار میں سے مدنی دور سے سب سے زیادہ احکام اخذ کیے گئے ہیں اور پھر مدنی دور میں جن امور سے زیادہ احکام کا استنباط کیا گیا ہے ان میں معاہدات، معاملات، غزوات و سرایا، مکاتیب و خطوط اور وفود وغیرہ سر فہرست ہیں۔اگرچہ متقدمین و متاخرین کی امہات کتب سیرت میں باقاعدہ ''فقہ السیرۃ'' کی اصطلاح استعمال نہیں ہوئی (جیسا کہ بیسویں صدی میں اسے باقاعدہ اصطلاح کے طور پر استعمال کیا گیا) لیکن اس کے باوجود واقعات سیرت کے ضمن میں اخذ شدہ احکام کا ایک اچھا خاصا ذخیرہ ان کتب میں موجود ہے جو عقائد، عبادات، معاملات، اخلاقیات، معاشرت و معیشت اور سیاست و حکمرانی سمیت زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھتا ہے۔

مختصر تعارفِ مصنف

ابوالفرج نورالدین علی بن برہان الدین بن ابراہیم بن احمد بن علی بن عمر الحلبی القاہری الشافعی ۹۷۵ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ آباؤاجداد کا تعلق شام کے شمالی حصے کے شہر حلب سے تھا اسی وجہ سے حلبی کہلائے۔ قاہرہ میں ہی تعلیم کا آغاز کیا اور وقت کے نامور علماء و مشائخ سے استفادہ کیا۔ نامور تلامذہ پیدا کیے۔ مؤرخ، فقیہ، اصولی، نحوی، لغوی اور صوفی تھے بہت سی کتب کے مصنف ہیں ان کے علم و فضل کی وجہ سے ان کو "الامام الكبيرأجل"، "علامة الزماں"، أعلام المشائخ اور ''جبلاً من جبال العلم و بحراً لا ساحل له'' کے القابات سے نوازا گیا۔ان کی عظمت و توقیر کا یہ عالم تھا کہ ان کے دور کے ایک بہت بڑے عالم شیخ سلطان مزاحی امام حلبی کا اٹھ کر استقبال کرتے، اپنی مسند تدریس پر امام حلبی کو بٹھاتے اور ان کے ہاتھوں کا بوسہ لیتے۔امام حلبی شافعی مسلک تھے۔ ۱۰۴۴ھ میں وفات پائی اور مصر میں مجاورین میں دفن ہوئے۔[1]

انسان العيون فى سيرة الامين المامون

انسان العيون فى سيرة الامين المامون المعروف السيرة الحلبيه امام حلبی کی تصنیفات میں سے سب سے اہم اور متاخرین کی کتب سیرت میں نمایاں مقام کی حامل ہے۔السيرة الحلبيه بنیادی طور پر ''عيون الاثرفى فنون المغازى والشمائل والسير'' از ابن سید الناس (۷۳۴ھ) اور ''سبل الهدى والرشاد فى سيرة خير العباد'' از محمد بن یوسف الصالحی الشامی (۹۴۲ھ) کی تلخیص اور دونوں کتب کی خصوصیات کی جامع ہے۔ مصنف کتاب السيرة الحلبيه نے مقدمۃ الکتاب میں واضح طور پر لکھا ہے کہ عیون الاثر سیرت کے موضوع پر بہترین کتاب ہے اور علماء میں متداول رہی ہے لیکن اس میں اسناد کو بہت طول دیا گیا ہے اور محدثین کے ہاں اس کے قابل توجہ ہونے کا سبب بھی یہی ہے مگر فی زمانہ ہمتیں پست ہو گئی ہیں جس کی وجہ سے کتاب کی طرف توجہ نہیں دی جاتی اور نہ ہی طبیعتیں اسے قبول کرتی ہیں اسی طرح سیرت شامیہ میں ایسی چیزیں جمع کی گئی ہیں جن کا شمار تصنیفات کی خوبیوں میں ہوتا ہے مگر ایسی چیزیں بھی ہیں جو اہل علم کے نزدیک عام ہیں مثلاً تذکرۂ معاد وغیرہ۔اسی لیے میں (امام حلبی) نے ارادہ کیا کہ ان دونوں کتابوں کا ایک خلاصہ خوبصورت اور دلکش انداز میں پیش کروں جو مشائخ کے سامنے روانی اور اہتمام کے ساتھ پڑھا جائے۔[2]

مصنف نے کتاب میں عیون الاثر کے لیے ''اصل'' کی اصطلاح استعمال کی ہے اور سیرت شامیہ سے ماخوذ اقتباس وغیرہ کو ''قال'' یا ''ای'' کے تحت لکھا ہے جبکہ اپنی ذاتی رائے کے لیے ''اقول'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں مصنف نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ انہوں نے ماخوذ اقتباسات کے آخر پر سرخ رنگ کے دائرے لگائے ہیں جبکہ مطبوعہ کتاب میں یہ دائرے موجود نہیں ہیں۔

موضوعات کتاب و ترتیب کتاب کے حوالے سے اگر بات کی جائے توامام حلبی نے عیون الاثر کی ترتیب اور مباحث کو ہی اصل قرار دے کر اس میں بنیادی طور پر سیرت شامیہ اور ثانوی طور پر دیگر کتب سے اضافے کیے ہیں۔ نسب شریف سے آغاز کر کے مکی و مدنی زندگی کی تمام اہم مباحث سے تفصیلاً بحث کی گئی ہے۔ غزوات و سرایا، مکاتیب و وفود، ازدواج و اولاد اور موالی و خدام وغیرہ سمیت تمام مباحث کو کتاب کا حصہ بنایا گیا ہے۔ عیون الاثر کی آخری بحث ''ذکرمصیبة الاولین والآخرین من المسلمین بوفاة رسول الله ﷺ'' ہے۔ السیرة الحلبیه کی آخری بحث بھی یہی ہے البتہ صاحب السیرة الحلبیه نے کتاب کے آخر میں آپ ﷺ کی پیدائش سے وصال تک تمام حوادث کو سنین کے اعتبار سے مختصر طور پر دوبارہ درج کیا ہے۔

سیرت حلبیہ کے مباحث فقہیہ۔ تعارفی جائزہ

فقہی مباحث اور واقعات سیرت سے اخذ واحکام کے حوالے سے اگر بات کی جائے تو عیون الاثر میں موجود تقریباً تمام فقہی مباحث کو سیرت حلبیہ میں زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ نیز عیون الاثر[3] کے مقابلہ میں السیرة الحلبیه میں اخذ شدہ احکام کی تعداد کافی زیادہ ہے جبکہ سیرت شامیہ میں اخذ کردہ احکام میں سے بہت سے احکام السیرة الحلبیه میں موجود ہیں کچھ احکام کا اضافہ بھی کیا گیا ہے جبکہ بعض ایسی فقہی ابحاث ہیں جن کا تذکرہ سیرت شامیہ میں تو ہے لیکن السیرة الحلبیه میں ان کا ذکر نہیں۔

امام حلبی نے جن فقہی نکات پر بات کی ہے یا جن احکام کو اخذ کیا ہے ان میں آپ ﷺ کے نسب کے بیان میں مضر و ربیعہ کے تذکرہ میں مضر کی اونٹوں کے لیے حدی خوانی سے حدی خوانی کے مستحب ہونے کا نکتہ، امامت عظمی کے لیے قریشی ہونے کی شرط کا بیان، نور محمدی کی بحث اور آپ ﷺ پر فرضیت تہجد کا بیان، حضرت عبدالمطلب کا حضرت عبداللہ کے فدیہ میں سو اونٹوں کی قربانی نیز ایک عورت کی اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی منت ماننگنے کی روایت سے منت کے متعلق احکام و مسائل، زمانہ جاہلیت میں باپ کی بیوی سے نکاح کا مسئلہ، سگی بہنوں سے بیک وقت نکاح کا مسئلہ، پیدائش کے وقت حضور ﷺ کے چھینک مارنے کی روایت اور اس حوالے سے چھینک کے مسائل واحکام، آپ ﷺ کی رضاعت اور بھتیجی و ربیبہ سے نکاح کا مسئلہ، ماں بیٹی کو نکاح میں جمع کرنے کا مسئلہ، تعمیر کعبہ کی تاریخ کا بیان اور بیت اللہ کی تعمیر میں تبدیلی کا جواز، لشکر یزید کا عمارت کعبہ کو نقصان پہنچانا اور یزید پر یا کسی مسلمان پر لعنت بھیجنے کا مسئلہ، فرضیت وضو کی بحث اور استنجاء کا فقہی مسئلہ، وضو کے احکام و مسائل و طریقہ کار، غسل کے واجب ہونے کی بحث، ہر نماز کے لیے علیحدہ وضو یا تیمم کرنے کا مسئلہ، یہود مدینہ کے روح وغیرہ کے متعلق سوالات پوچھنے کے موقع پر آپ ﷺ کا ''ان شاءاللہ'' کہنا بھول جانا اور اس حوالے سے ارادہ کا اظہار کرتے وقت ''ان شاءاللہ'' کہنے کے مسائل، حضور ﷺ کے گھر میں کتے کی موجودگی اور اس ضمن میں کتے اور تصویر والے گھر میں فرشتوں کے داخل ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ، حضرت خدیجہؓ اور حضرت ابو طالب کی وفات اور نماز جنازہ کی فرضیت و طریقہ کار کا بیان، مردے کو غسل دینے کے بعد غسل کرنے کا مسئلہ، روایات معراج میں حمام کا تذکرہ اور اس حوالے سے حمام میں نہانے کا جواز واحکام و مسائل، سفر معراج میں آپ ﷺ کا ڈھکے ہوئے برتن سے پانی پینے کا واقعہ اور ملکیت غیر میں بلااجازت تصرف کا مسئلہ، حضرت جبرائیل علیہ السلام کا حضور ﷺ کو نماز سکھاتے ہوئے امامت کرنا اور آپ ﷺ کے پیچھے صحابہؓ کے نماز پڑھنے کے ضمن میں مقتدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا مسئلہ، غار ثور کے منہ پر مکڑی کا جالا بننا اور دو جنگلی کبوتروں کے بیٹھنے کے ذکر میں مکڑی کو مارنے، جالے صاف کرنے اور حرم کے کبوتروں کو نہ مارنے کا مسئلہ، اہل قباء کی پاکیزگی کا تذکرہ اور پانی و ڈھیلے سے استنجاء کرنے کے مسائل، مدینہ

میں آپ ﷺ کا خطبہ جمعہ اور خطبہ جمعہ کے لیے آدمیوں کی تعداد کی شرط، بنی نجار کی لڑکیوں کا گا کر آپ ﷺ کا استقبال کرنا اور اس حوالے سے مسئلہ سماع، دف بجانے اور مزامیر و باجے گانے کے احکام، تعمیر مسجد نبوی کے دوران آپ ﷺ کا شعر پڑھنا اور آپ ﷺ پر شعر کے پڑھنے کا حرام ہونا یا حرام نہ ہونے کے حوالے سے فقہاء کی آراء، مسجدوں میں چراغ جلانے اور نقش و نگار بنانے کا مسئلہ، حضرت بلالؓ کا مکہ کی جدائی میں اشعار پڑھتے وقت شیبہ ابن ربیعہ اور امیہ بن خلف پر لعنت بھیجنا اور اس ضمن میں زندہ کافر پر لعنت بھیجنے کا مسئلہ، فرضیت اذان کی بحث اور مسلمانوں کے امیر کو اذان اور اقامت کے درمیان کلمہ تثویب[4] کے ذریعہ آگاہ کرنے کا مسئلہ، اذان میں ترجیع کا مسئلہ، اذان میں تصنع کے ساتھ سر نکالنے کا مسئلہ، امام کی تکبیریں مقتدی تک پہنچانے کا مسئلہ، آپ ﷺ پر جادو کیے جانے کا بیان اور ساحر کی سزا کا معاملہ، جھاڑ پھونک اور منتر کے استعمال کا جواز، جہاد کی فرضیت و دیگر احکام، تحویل قبلہ اور نماز میں عمل کثیر کی وجہ سے نماز کے فاسد ہونے کا مسئلہ، عاشورہ کی شرعی حیثیت، روزہ کے احکام و مسائل، غزوہ بدر میں ابو جہل کے سر کو کاٹ کر لانے کی روایت اور دار الکفر سے دار الاسلام کسی کا سر کاٹ کر لانے کی بحث و احکام، مال فئی و مال غنیمت کی تقسیم کے احکام، پیغمبروں کے لیے اجتہاد کرنے کے جواز کا معاملہ، سنہ ۴ھ میں حضرت زینب بنت جحشؓ سے آپ ﷺ کا نکاح اور اس حوالے سے لے پالک (متبنی) بیٹے کی بیوہ مطلقہ سے نکاح کا مسئلہ، غزوہ احد اور بغیر جنگ کیے نبی کے لیے ہتھیار اتارنے کے مکروہ ہونے کا مسئلہ، غزوہ احد میں آپ ﷺ کو لگے زخموں کا علاج اور جسم کو دغوانے کے جائز یا ناجائز ہونے کا مسئلہ، شہداء احد کی تجہیز و تکفین کے متعلق شافعی مسلک کا بیان، شہید کو غسل دینے کا مسئلہ، غزوہ احد میں حضرت عبداللہ بن جحش کی شہادت کی تمنا اور موت کی تمنا کے جواز کا نکتہ، غزوہ ذی قرد میں حضرت ابو سلمہؓ کو مال غنیمت میں سے دو حصے دینا اور امیر کا کسی کو زیادہ حصہ دینے کے اختیار کا مسئلہ، شرائط صلح حدیبیہ اور مرتد ہو کر واپس جانے والے شخص کا حکم، مشرکین میں سے مسلمان ہو کر مسلمانوں کے پاس آنے والے شخص کے لوٹانے کا جواز، حرمت شراب کے مراحل اور شراب پینے والے (مرحوم) صحابہ سے متعلق مسئلہ، غزوہ خیبر کے موقع پر حضور ﷺ کا ''خربت الخیبر'' کہنا اور اس حوالے سے فال پکڑنے نیز قرآن سے گفتگو میں استدلال پکڑنے کا جواز، مال غنیمت کی تقسیم سے قبل ضرورت کی چیز لینے کا جواز، مال غنیمت میں اہل کتاب کے مقدس اوراق کا حصول اور ان کو جلانے یا مٹانے کا حکم، کنانہ بن ابی الحقیق کو اذیت دے کر یہودیوں کے خزانے کا پتہ اگلوانا اور اس حوالے سے حقیقت معلوم کرنے کے لیے ایذاء رسانی کے جواز کا مسئلہ، نکاح متعہ کی حرمت، حضرت ابو جعفرؓ سے آپ ﷺ کا معانقہ اور معانقہ کرنے کے جواز کا بیان، آپ ﷺ سے ملاقات کے وقت حضرت جعفرؓ کا اٹھلا کر چلنا اور اس روایت سے صوفیاء کے رقص کی دلیل کا بیان، اہل خیبر کے ساتھ معاملات کا تذکرہ اور اس تناظر میں مزارعت، مساقات و مخابرہ کے جواز کا بیان، حضرت صفیہؓ سے نکاح اور ولیمہ اور باندی کے لیے ولیمہ کرنے کا جواز، حضرت میمونہؓ سے حالت احرام یا حل میں نکاح کا مسئلہ، غزوہ موتہ میں حضرت جعفرؓ کا اپنے گھوڑے کو زخمی کرنا اور جنگ میں جانور کو زخمی کرنے کا جواز، فتح مکہ اور مکہ میں داخل ہونے کے لیے (چاہے حالت احرام ہو یا نہ ہو) غسل کے مستحب ہونے کی بحث، غیلان ثقفی کے قبول اسلام کے وقت دس بیویوں میں سے چار کے انتخاب کے حکم رسول ﷺ کے حوالے سے فقہاء کی آراء، غزوہ حنین کے غنائم کی تقسیم اور ایک سے زائد گھوڑے رکھنے والے کو محض ایک حصہ فرس دینے کا مسئلہ، تبوک کے رستے میں حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی امامت میں آپ ﷺ کا نماز پڑھنا اور کسی امتی کے حضور ﷺ کا امام بننے کا جواز، غزوہ تبوک میں حضرت عبداللہ بن ذوالبجادینؓ کی تدفین کے موقع پر شمع کا استعمال اور اس حوالے سے شمع کے جواز کا نکتہ، حضرت عویمرؓ کی بیوی پر زنا کی تہمت اور تلاعن سے علیحدگی کا فقہی مسئلہ، سریۃ الرجیع کے تذکرہ میں حضرت مرثدؓ کا آپ ﷺ سے عناق نامی طوائف سے

شادی کرنے کی اجازت مانگنا اور اس تذکرہ کے ضمن میں زانی نیز بت پرست عورت سے نکاح کے احکام، شہداء بئر معونہ اور مصیبتوں کے وقت نماز میں قنوت پڑھنے کے مستحب ہونے کا بیان، حضرت ابو العاصؓ کا قبول اسلام اور حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کی نکاح اول یا نکاح ثانی پر واپسی کا معاملہ، وفد ثقیف میں مجذوم شخص کے تذکرہ سے بیماری میں چھوت چھات کے جواز یا عدم جواز کا معاملہ، مختلف بادشاہوں کے نام خطوط لکھتے وقت آپ ﷺ کا سونے کی مہر دار انگوٹھی پہننے کا تذکرہ اور اسی بیان کے حوالے سے انگوٹھی پہننے کے جواز یا عدم جواز وغیرہ کی بحث کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ کے حجۃ الوداع کے تذکرہ میں بھی کچھ فقہی مسائل سے بحث کی گئی ہے۔

وقائع سیرت سے استنباط واستخراج کی چند مثالیں

مندرجہ بالا واقعات سیرت کے تذکرہ میں فقہی مباحث کا وجود اور استنباط واستخراج امام حلبی کی فقہ سے دلچسپی اور سیرت نگاری میں اپنے پیش رو سیرت نگاروں کے منہج واسلوب کی پیروی پر دلالت کرتا ہے امام حلبی کے اخذ کردہ تمام مسائل مع تفصیلات پیش کرنا تو ممکن نہیں البتہ کتاب کے منہج واسلوب کی وضاحت کے لیے چند مثالیں ذیل میں دی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت عبد المطلب نے منت مانگی تھی کہ اگر خدا ان کو دس لڑکے عطا کرے گا تو ان میں سے ایک کو کعبہ میں ذبح کریں گے یا ایک روایت کے مطابق اگر اللہ تعالیٰ ان کے لیے زمزم کے کنویں کی کھدائی آسان کر دے گا تو وہ ایک بیٹا ذبح کریں گے۔ امام حلبی نے حضرت عبد المطلب کی دونوں منتوں کے پورا ہونے، حضرت عبد اللہ کے نام قربانی کا قرعہ نکلنے اور پھر ان کی جگہ سو(۱۰۰) اونٹ بطور فدیہ دینے کا پورا قصہ بیان کیا ہے بعد ازاں ابن کثیرؒ کے حوالے سے حضرت ابن عباسؓ کی روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت ابن عباسؓ سے ایک عورت نے پوچھا کہ اس نے یہ منت مانی ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو کعبہ میں ذبح کرے گی تو ابن عباس نے اس کو اونٹ ذبح کرنے کا حکم دیا اور اس کی دلیل حضرت عبد المطلب کے واقعہ کو بنایا اس عورت نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے بھی یہی پوچھا تو انہوں نے فتویٰ نہیں دیا اور خاموشی اختیار کی پس یہ بات امیر مدینہ مروان بن الحکم کے کانوں تک پہنچی۔ انہوں نے اس عورت کو حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی منت کے بدلے جس قدر ہو سکے کار خیر کرے اور فرمایا کہ ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ نے درست فتویٰ نہیں دیا[5]☆ امام حلبی اس روایت کے بعد لکھتے ہیں کہ:

"ولایخفی أن هذا نذر باطل عندنا معاشرالشافعية فلايلزمهابه شئ."[6]

"یہ بات مخفی نہیں کہ ہم شافعیوں کے نزدیک یہ منت سرے سے باطل اور لغو ہے اور اس عورت پر کچھ بھی (قربانی وغیرہ) واجب نہیں۔"

مصنف نے امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کا مؤقف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان دونوں حضرات کے نزدیک اس عورت پر حرم میں قربانی کے دنوں میں بکری کی قربانی واجب ہے اور ان کی دلیل حضرت ابراہیم الخلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ ہے جبکہ قاضی بیضاوی کا یہ کہنا ہے کہ ذبح حضرت اسماعیل میں ایسا کچھ نہیں جس سے دلیل پکڑی جائے۔[7]☆

(۲) تاریخ تعمیر کعبہ کے ضمن میں مصنف نے تفصیل سے روایات بیان کی ہیں جن میں سے ایک روایت، جس میں آپ ﷺ نے حضرت عائشہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "اگر لوگ حال ہی میں کفر سے نکلے ہوئے نہ ہوتے تو میں کعبہ کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر کھڑا کرتا"۔[8]

مصنف کتاب ان روایات کے بعد لکھتے ہیں کہ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی صریحاً اجازت ہے کہ آپ ﷺ

کے بعد جسے قدرت اور موقعہ ملے تو وہ کعبہ کی تعمیر نئے سرے سے کر سکتا ہے محب طبری نے کہا ہے کہ یہ حدیث (یعنی حدیث عائشہؓ) تعمیر بیت اللہ میں تغیر و تبدل کے جواز کی واضح دلیل ہے اگر یہ (تبدیلی) مصلحت ضروریہ، مصلحت حاجیہ یا مصلحت تحسینیہ کے تحت ہو۔[9] نیز علامہ ابن حجر ہیثمی کا قول بھی نقل کرتے ہیں کہ یہ واضح بات ہے کہ کعبہ کا جو حصہ خراب ہو جائے وہ منہدم یا مسمار کیے جانے کے قابل کے حکم میں ہے پس اس کی اصلاح کرنا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔[10]

(۳) مشرکین مکہ نے یہود کے اکسانے پر جب آپ ﷺ سے روح اور دیگر چیزوں کے متعلق سوالات کیے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کل جواب دوں گا اور یہ کہتے ہوئے حضور ﷺ ''ان شاءاللہ'' کہنا بھول گئے پس وحی کے آنے میں مختلف روایات کے مطابق تین دن، چار دن یا پندرہ دن کی تاخیر ہوئی جس سے قریش شک و شبہ میں پڑنے لگے یہاں تک کہ وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ نے ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔[11] امام حلبی نے ان روایات اور اس قصہ کے بیان کرنے کے ضمن میں ارادہ کرتے وقت ''ان شاءاللہ'' کہنے کے آداب و احکام سے بحث کی ہے جن کے مطابق اگر بات کرتے وقت ان شاءاللہ کہنا بھول گئے ہیں تو جب یاد آئے اس وقت ''ان شاءاللہ'' کہہ دیں تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ بات کرتے وقت ان شاءاللہ کہنا، نیز بعض علماء کے نزدیک جب تک آپ اسی مجلس میں ہیں اس وقت تک بھی ان شاءاللہ کہا جا سکتا ہے چاہے بات کہنے اور پھر ان شاءاللہ کہنے کا یاد آنے میں کتنا عرصہ ہی کیوں نہ ہو، مصنف کے مطابق الخصائص الکبری میں ہے کہ یاد آنے پر ان شاءاللہ کہنے کا کافی ہونا خصائص پیغمبر ﷺ میں سے ہے لہٰذا امت میں سے کسی کے لیے کافی نہیں کہ وہ بعد از ارادہ یا گفتگو یاد آنے پر ان شاءاللہ کہہ دے بلکہ امت کے لیے اسی وقت بات کے ساتھ ان شاءاللہ کہنا ضروری ہے۔[12] امام حلبی مزید لکھتے ہیں کہ تاخیر وحی کا ایک سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کے گھر میں پلنگ کے نیچے کتے کا پلا پڑا تھا جس کی وجہ سے وحی میں تاخیر ہوئی کیونکہ جبرئیل کے وحی لانے پر جب حضور ﷺ نے ناراضگی کا اظہار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ کیا آپ نہیں جانتے کہ جس گھر میں کتا ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ امام حلبی ابن کثیر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ جس گھر میں تصویر، کتا یا کوئی ناپاک آدمی ہو فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، اس مسئلہ کی وجہ سے بعض دہریوں نے یہ مسئلہ اٹھایا ہے کہ جب یہ معاملہ ہے کہ جس کے گھر میں کتا یا جاندار کی تصویر ہو تو وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے شخص کو، جس کے گھر میں کتا ہو یا تصویریں ہوں تو اسے موت نہیں آئے گی اور نہ ہی اس کے اعمال لکھے جائیں گے۔ امام حلبی فرماتے ہیں کہ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ فرشتوں کے اس گھر میں داخل نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ فرشتے اس گھر میں صاحب بیت کے اکرام کے لیے اور برکت (کا باعث بننے) کے لیے داخل نہیں ہوں گے لیکن اس سے اس بات کی نفی نہیں ہوتی کہ وہ کتابت اعمال اور قبض ارواح کے لیے بھی اس شخص کے گھر میں داخل نہیں ہوں گے۔[13]

(۴) روایات میں ہے کہ معراج کی رات والے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کو ظہر کی نماز پڑھائی اور آپ ﷺ نے صحابہ کو ظہر کی نماز پڑھائی امام حلبی لکھتے ہیں کہ روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کو ظہر کی جو نماز پڑھائی تو جبرئیل کے آپ ﷺ کو نماز پڑھانے کے بعد تھی اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نماز اکٹھی ہوئی جبرئیل حضور ﷺ کی امامت فرمارہے تھے اور آپ ﷺ صحابہ کی۔ حضور ﷺ لوگوں کے سامنے (امام کی حیثیت سے) تھے اور جبرئیل آپ کے سامنے (امام کی حیثیت سے) تھے صحابہؓ حضور ﷺ کے مقتدی تھے اور آپ ﷺ جبرئیل کے مقتدی تھے۔ اسی طرح عصر و مغرب کی نمازیں پڑھی گئیں امام حلبی لکھتے ہیں کہ امام نووی کا اس بارے میں قول ہے کہ یہاں

(فصلی إمام رسول الله) امام الف کی زیر کے ساتھ ہے کہ جبرئیل نے آپ ﷺ کے امام کی حیثیت سے نماز پڑھی اور اس سے حضور ﷺ کے اس ارشاد کی وضاحت بھی ہو جاتی ہے کہ "نزل جبریل فأمنی" (جبرئیل نازل ہوئے اور انہوں نے میرے امام کی حیثیت سے مجھے نماز پڑھائی) اس سے بعض حضرات نے دلیل پکڑی ہے کہ اس شخص کی اقتداء کرنا جائز ہے جو کسی اور کا مقتدی ہو۔ امام حلبی فرماتے ہیں کہ یہ بات ہمارے شافعی ائمہ کے مذہب کے خلاف ہے۔ شافعی علماء کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے جبرئیل کی اقتداء میں ہونے سے مراد یہ تھی کہ آپ ﷺ ان کے افعال اور جسمانی حرکتوں کی نقل کر رہے تھے بغیر اس نیت کے کہ آپ ﷺ ان کے مقتدی تھے اور نہ ہی حضور ﷺ کا فعل، فعلِ جبرئیل پر موقوف تھا لہٰذا اس سے ہمارے (شافعی) ائمہ کے مذہب و مسلک پر کوئی شبہ پیدا نہیں ہوتا البتہ شافعی علماء میں سے ان علماء پر یہ اشکال وارد ہو سکتا ہے کہ جو اس بات کے قائل ہیں کہ نماز میں داخل ہونے سے قبل کیفیت نماز کا علم ہونا ضروری ہے محض مشاہدہ کے ذریعہ سے نماز کا علم ہونا (اور ویسے ہی پڑھ لینا) جائز نہیں۔ اس بات کا (شافعی علماء کی طرف سے) یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ہو سکتا ہے جبرئیل نے پہلے حضور ﷺ کو زبانی طور پر نماز کا طریقہ سکھا دیا ہو پھر قول کے بعد عمل کے ذریعہ سکھایا ہو اور اسی طرح آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو (پہلے قول اور پھر عمل سے نماز کا طریقہ) سکھایا ہو، (علاوہ ازیں) ایک اعتراض یہ بھی وارد ہوتا ہے کہ حضرت جبرئیل پر وہ نماز واجب نہیں تھی (جبکہ آپ ﷺ اور صحابہ پر نماز واجب تھی) اور فرشتے اس کے مکلف نہیں تھے اور فقہی مسئلہ یہ ہے کہ نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز پڑھنے والا مقتدی نہیں بن سکتا (شافعی علماء کی طرف سے) اس کا یہ جواب دیا گیا کہ وہ نماز جبرئیل کے لیے واجب کے درجہ میں تھی کیونکہ جبرئیل (اللہ تعالیٰ کی طرف) مامور تھے کہ نبی کریم ﷺ کو قولاً و فعلاً نماز کی تعلیم دیں۔[14]

(۵) حضرت ام سلمہؓ کی اپنے شیر خوار بچے کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت بیان کرنے کے ضمن میں امام حلبی لکھتے ہیں کہ ہمارے (شافعی) فقہاء کہتے ہیں کہ عورت کا بغیر زوج، بغیر محرم اور بغیر کسی قابل بھروسہ عورت کے ہجرت کے سوا کوئی سفر اختیار کرنا گناہ صغیرہ میں سے ہے۔ جہاں تک فرض حج و عمرہ کا معاملہ ہے تو وہ اس صورت میں جائز ہے جب راستے محفوظ ہوں۔[15]

(۶) غزوہ خیبر میں یہودیوں کے دو قلعوں، الوطیح اور سلالم میں مال غنیمت کی تلاش کے دوران دیگر اشیاء کے ساتھ تورات کے متعدد صحائف بھی ملے پس یہودی ان صحائف کو واپس لینے کے لیے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ان کو صحائف واپس کرنے کا حکم دیا۔ امام حلبی لکھتے ہیں کہ یہ امر (صحائف کا واپس کرنا) ہمارے شافعی فقہاء کے قول کے مخالف ہے کیونکہ ہمارے فقہاء کے نزدیک اگر اہل کتاب کے صحائف سے استفادہ اس وجہ سے ممکن نہ ہو کہ وہ تبدیل ہو چکے ہیں تو اگر ممکن ہے تو ان کو مٹا دیا جائے یا جلا دیا جائے یا پھر مال غنیمت میں رکھ کر بیچا جائے اس روایت (کہ حضور ﷺ نے صحائف واپس کر دیئے) کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے (تاویل کی جا سکتی ہے) کہ وہ صحائف تبدیل شدہ نہیں ہوں گے۔[16]

(۷) عام الوفود میں وفد بنی اسد حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور انہوں نے عہد جاہلیت کے مشاغل عیافہ (پرندے کی اڑان سے فال لینا)، تخرص (غیب کی باتوں کے متعلق اندازہ کرنا)، اور کہانت (آئندہ کی خبریں دینا) کے بارے میں پوچھا جن سے آپ ﷺ نے منع فرما دیا پھر انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ایک خصلت باقی رہ گئی ہے۔ پوچھا کون سی۔ انہوں نے کہا "الخط" یعنی علم رمل اور اس سے متعلقہ چیزوں کا جاننا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ علم ایک نبی کو سکھایا گیا تھا[17] پس اب جو شخص اس علم کے زائچے اس پیغمبر جیسے بنالے (تو اس کے لیے جائز ہے) امام حلبی لکھتے ہیں

کہ مسلم کی روایت میں ہے کہ جو شخص ان کے خطوط کے مطابق اپنا علم کرے تو اس کے لیے یہ علم حاصل کرنا جائز ہے اس کے بغیر جائز نہیں۔[18] اور شرح صحیح مسلم میں ہے کہ علماء نے اس مسئلہ پر جو کلام کیا ہے۔اس کا حاصل یہ ہے کہ اس علم کا حصول متفقہ طور پر ناجائز ہے کیونکہ ہمارے پاس کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے کہ جس سے ہم انبیاء کے علم کے مطابق علم یقینی تک پہنچ جائیں نبی کریم ﷺ نے (بھی یوں) فرمایا کہ اگر تم اپنا علم اس نبی کے علم کے مطابق کر لو لیکن اس موافقت کو جاننے کے لیے ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔[19] (لہٰذا یہ علم سیکھنا جائز نہیں)

(۸) غزوہ احد کے تذکرہ میں صاحب سیرت حلبیہ نے ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جن کا مثلہ کیا گیا۔ عبداللہ بن جحش بھی ایسے افراد میں شامل تھے جن کا کفار نے مثلہ کیا۔ مصنف کے نزدیک ایسا ان کی دعا کے نتیجہ میں تھا جو انہوں نے کی تھی۔ غزوہ احد سے ایک دن قبل انہوں نے دعا کی تھی کہ ''اللھم ارزقنی غداً رجلاً شدیدا بأسه فیقتلنی ثم یأخذنی فیجدع أنفی وأذنی فاذا لقیتک قلت: یا عبدالله فیم جدع أنفک وأذنک؟ فاقول فیک وفی رسولک۔ فیقول الله: صدقت۔'' [20]

مصنف اس روایت سے موت کی تمنا کے جواز کا نکتہ اخذ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ موت کی یہ تمنا وہ تمنا نہیں جس کی ممانعت کی گئی ہے کیونکہ جس موت کی تمنا سے منع کیا گیا ہے وہ مصیبت و پریشانی وغیرہ کی صورت میں کی جاتی ہے پس اس حوالے سے غور و فکر کرنا چاہیے۔[21]

(۹) نبی کریم ﷺ جب صبح کے وقت خیبر میں داخل ہوئے تو یہودیوں کے اوسان خطا ہو گئے ان کی کیفیت دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا:

الله أكبر خربت خيبر، إنا إذا نزلنا بساحة قوم فساءصباح المنذرين۔[22]

امام حلبی رسول اللہ ﷺ کے مندرجہ بالا قول مبارک سے گفتگو میں قرآن سے استدلال کے جواز کا نکتہ اخذ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وبذلک استدل علی جواز الاقتباس من القرآن۔[23]

اصل میں آپ ﷺ نے یہودیوں کی حالت دیکھ کر جو جملہ زبان مبارک سے ادا فرمایا اس کے آخری الفاظ قرآن مجید کی آیت مبارکہ:

فاذا نزل بساحتهم فساءصباح المنذرين[24]

سے لیے گئے ہیں اس لیے امام حلبی نے یہ لطیف فقہی نکتہ اخذ کیا ہے۔

(۱۰) غزوہ خیبر میں جب یہودیوں کے تمام قلعے ایک ایک کر کے مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہونے لگے تو بعض یہودیوں نے اپنے خزانے قلعوں سے نکال کر خرابہ میں دفن کر دیئے تھے جب ایک شخص (کنانہ) سے آپ ﷺ نے اس کے خزانہ کا پتہ پوچھا تو اس نے انکار کیا اس پر آپ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کو حکم فرمایا۔''عذبه حتی نستأصل ماعنده۔''[25] امام حلبی یہاں حق تک رسائی کے لیے عقوبت کے جواز کا نکتہ اخذ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:''وأخذ منه جواز العقوبة لمن یتهم لیقر بالحق، فهو من السیاسة الشرعیة۔''[26]

روایات سیرت سے استنباط میں امام حلبی کا اسلوب و منہج

مباحث فقہیہ میں صاحب سیرۃ حلبیہ کے اسلوب و منہج کے نمایاں پہلو درج ذیل ہیں۔

(۱) قرآن سے استدلال واستشہاد

وقائع سیرت سے استنباط و استخراج، مباحث فقہیہ اور بعض اعمال و افعال و اشیاء کی حلت و حرمت کے تذکرہ میں امام حلبی نے قرآن سے استدلال و استشہاد کو اولیت دی ہے۔ مثلاً حرمت شراب کے مراحل ثلاثہ[27] کے تذکرہ کے بعد موصوف نے حرمت شراب سے قبل وفات/

شہادت پانے والے صحابہ کرامؓ کے بارے میں بعض اصحابؓ کی طرف سے کیے گئے سوال کا تذکرہ کیا ہے۔امام حلبی روایت بیان کرتے ہیں کہ :

فقال بعض القوم: قتل قوم: أی فی احدوهی فی بطونهم۔ وفی روایة قالوا: یا رسول الله کیف بمن مات من أصحابنا،وکان شربها،فأنزل الله تعالیٰ {لَيسَ عَلَى الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا}(المائده:٩٣)[28]

امام حلبی ایک مزید روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس "المهاجرین الأوّلین" میں سے ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس کو کوڑے مارنے کا ارادہ کیا تو اس نے اس آیت (المائدہ: ٩٣) سے استدلال کیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے اصحابؓ سے کہا کہ کیا تم اس کا جواب نہیں دو گے۔ تو اس پر ابن عباسؓ نے فرمایا "هذه الآية نزلت عذرا للماضين وحجة على الباقين۔" پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے مشاورت کی تو انہوں نے مشورہ دیا کہ اس شخص کو اسی (٨٠) کوڑے مارے جائیں۔امام حلبی لکھتے ہیں کہ (اس آیت کے تناظر میں) ان صحابہ کرام کو اس لیے بری قرار دیا گیا کیونکہ وہ شراب کی مطلق تحریم سے پہلے وفات پا چکے تھے۔[29]

(٢) دیگر احادیث و روایات سیرت سے استدلال

روایات سیرت اور احادیث سے اخذ و استنباط کے دوران امام حلبی دیگر روایات سیرت اور احادیث و آثار وغیرہ کو بھی اپنے مؤقف کی وضاحت اور استدلال کے لیے نقل کرتے ہیں۔ مثلاً غزوہ احد کے تذکرہ میں موصوف نے نبی کریم ﷺ کے چہرہ مبارک کے زخم اور اس سے بہنے والے خون کا تذکرہ کیا ہے نیز حضرت فاطمہؓ کی طرف سے اپنی چادر کے ٹکڑے کو جلا کر راکھ کی صورت میں آپ ﷺ کے زخم پر رکھنے کی روایت کو زیر بحث لائے ہیں۔امام حلبی فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں (علماء) نے یہ سمجھا کہ آپ ﷺ نے خود حکم دیا تھا کہ چہرہ انور کے زخم کو داغا جائے اور اس طرح انہوں نے اس روایت کو ایک صحیح روایت کے مقابل لا کھڑا کیا (اور دونوں میں تعارض کی کیفیت پیدا کر دی) جس میں کہا گیا ہے کہ ستر (٧٠) ہزار آدمی جنت میں ایسے داخل ہوں گے جو اپنے جسموں کو دغواتے نہیں تھے۔امام موصوف نے یہاں حضرت سعد بن معاذؓ، حضرت سعد بن زرارہؓ اور حضرت عمران بن حصینؓ کے زخموں کے داغے جانے کی روایات کا تذکرہ بھی کیا ہے جو مذکورہ صحیح حدیث کے مخالف نظر آتی ہیں۔امام حلبی یہاں بخاری میں موجود حضرت ابن عباسؓ سے منقول ایک روایت نقل کرتے ہیں:

عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبیﷺ انه قال ((الشفاء فی ثلاثة: شربة عسل، وشرطة محجم، وکیة نار، وأنا أنهی أمتی عن الکیّ)) وفی روایة ((وماأحبّ ان أکتوی))[30]

امام حلبی یہاں تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: أي فالنهي للتنزيه لاللتحريم والا لم يفعله عمران مع علمه بالنهی۔[31]

یعنی یہ ممانعت کراہت کے لیے ہے حرمت کے لیے نہیں۔امام حلبی موضوع سے متعلق تمام قسم کی رویات کا احاطہ کرتے ہیں اور پھر اپنی رائے پیش کرتے ہیں اس طرح کی بیسیوں مثالیں کتاب کا حصہ ہیں۔

(٣) روایات سیرت پہ اصول حدیث کا اطلاق

امام حلبی روایات سیرت پر اصول حدیث کا اطلاق بھی کرتے ہیں مثلاً حضور ﷺ کے خود اذان دینے یا نہ دینے کی روایات میں مفصل اور مجمل روایات بیان کی گئی ہیں بعض لوگوں کے نزدیک آپ ﷺ نے خود کبھی اذان نہیں دی جبکہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ خود اذان دی ہے۔ایک روایت کے مطابق ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ نے اذان دی اور نماز پڑھائی جبکہ آپ ﷺ اور صحابہؓ اپنی اپنی سواریوں پہ سوار تھے

آپ ﷺ آگے بڑھے اور ان کی امامت کروائی۔ اس روایت کے برعکس امام احمد[32] اور امام ترمذی[33] سے مروی ایک روایت بھی ملتی ہے جس میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک سفر کے دوران حضور ﷺ اور صحابہ ایک تنگ گھاٹی پہ پہنچے۔ آسمان سے بارش برس رہی تھی جبکہ زمین پانی سے بھری پڑی تھی۔ اسی اثناء میں نماز کا وقت آپہنچا۔ پس آپ ﷺ نے مؤذن کو اذان کا حکم دیا۔ اس نے اذان کہی اور پھر اقامت کہی آپ ﷺ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔

امام حلبی ان روایات پہ اصول حدیث کا اطلاق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ پہلی حدیث مختصر ہے وہاں آپ ﷺ کے اذان دینے سے مراد آپ ﷺ کا اذان کا حکم دینا ہے جبکہ دوسری روایت میں آپ ﷺ کا اذان کا حکم دینے کا قول اور مؤذن کا نام بھی واضح ہے اس لیے "المفصل يقضى على المجمل"، یعنی مفصل حدیث کی روشنی میں ہی مختصر حدیث کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔[34]

(۴) متناقض ومتعارض روایات میں تطبیق

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کی صفا اور مروہ کے درمیان سعی فقہاء اور سیرت نگاروں کے ہاں مختلف فیہ مسئلہ ہے بعض حضرات آپ ﷺ کی سعی کو سواری پر قرار دیتے ہیں جبکہ کچھ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے پیدل سعی کی۔ امام حلبیؒ نے لکھا ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان آپ ﷺ نے کچھ چکر تو پیدل طے کیے لیکن جب لوگوں کا ہجوم بڑھ گیا تو باقی چکر آپ ﷺ نے سواری پر بیٹھ کر پورے کیے۔ صاحب السیرۃ الحلبیہ نے اس بات کی تائید میں حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے جب پوچھا گیا کہ آپ کی قوم یہ گمان رکھتی ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی سواری پر کرنا سنت ہے تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا وہ ٹھیک بھی کہتے ہیں اور غلط بھی۔ وہ درست (یوں) کہتے ہیں کہ سعی سنت ہے لیکن وہ (یہ) غلط کہتے ہیں کہ سعی سواری پر کرنا سنت ہے سعی میں سنت پیدل چلنا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ سعی میں پیدل چلے تھے جب آپ ﷺ کے گرد لوگوں کا ہجوم ہو گیا جو یہ کہہ رہے تھے کہ یہ محمد ﷺ ہیں، یہ محمد ﷺ ہیں یہاں تک کہ عورتیں گھروں سے نکل آئیں اور آپ ﷺ (حیا کے پیش نظر) اپنے سامنے سے لوگوں کو نہیں ہٹاتے تھے پس جب آپ ﷺ کے گرد بہت رش ہو گیا تو آپ ﷺ پھر سوار ہو گئے (اور باقی سعی کے چکر پورے کیے). امام حلبی لکھتے ہیں کہ :

> وبهذا يحصل الجمع بين الأحاديث الدالة على أنه ﷺ مشى بين الصفا و المروة، والأحاديث الدالة على أنه ﷺ ركب فيه۔[35]

فرضیت وضو کے حوالے سے فقہاء کے درمیان بہت اختلاف ہے بعض فقہاء و محدثین کے نزدیک وضو کی فرضیت مکی دور میں ہوئی جبکہ فقہائے دیگر اس کی فرضیت کو مدنی مانتے ہیں امام حلبیؒ نے السیرۃ الحلبیہ میں "باب ذكر وضوئه وصلاته ﷺ اول البعثة"۔ کے تحت امام ابن حزم اور ابن عبد البر کے وضو کی فرضیت کے زمانے کی تعین میں اختلاف کا ذکر کیا ہے اور ان دونوں کی آراء میں تطبیق پیدا کرنے کی عمدہ کوشش کی ہے امام ابن حزم کے نزدیک وضو مدینہ منورہ میں فرض ہوا۔[36] جبکہ امام ابن عبد البر کا کہنا ہے کہ تمام سیرت نگار اس بات پر متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی بغیر وضو نماز نہیں پڑھی۔[37] (اور یہ اس صورت ممکن ہے جب فرضیت وضو کو مکی مانا جائے اور یہ ثابت ہے کہ پانچ نمازوں کی فرضیت سے پہلے بھی آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے اگر ابن حزم کے قول کو مان لیا جائے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ (مکہ میں حضور ﷺ نے جتنی نمازیں پڑھیں وہ بغیر وضو کے پڑھیں) اور اس بات سے کوئی بھی بے خبر نہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی بغیر وضو نماز نہیں پڑھی۔ علامہ حلبیؒ لکھتے ہیں

کہ (رفع تعارض روایات کے لیے) یوں کہا جا سکتا ہے کہ ابن حزم کی مراد یہ ہو گی کہ وضو مدینہ میں فرض ہوا (اور اس سے قبل نماز کے لیے وضو ضروری نہیں تھا) اور یہ بات بعض مالکی حضرات کے قول کے موافق بھی ہے کہ قبل از ہجرت وضو مستحب تھا (فرض نہ تھا) اور وضو مدینہ میں سورۃ المائدہ:٦ کے ذریعہ فرض ہوا مگر الاتقان (فی علوم القرآن) میں جو کچھ ہے وہ (مالکی علماء اور ابن حزم کے) قول کی مخالفت کرتا ہے الاتقان کے مطابق یہ آیت ان آیات میں سے ہے جن کا حکم پہلے نازل ہوا اور آیت بعد میں نازل ہوئی۔[38] علماء کا اس بات پر تو اجماع ہے کہ یہ آیت مدنی ہے اور فرضیت وضو مکہ میں فرضیت نماز کے ساتھ ہوئی پس یہ کہا جا سکتا ہے کہ وضو فرضیت کے لحاظ سے تو مکی ہے مگر تلاوت آیت کے لحاظ سے مدنی ہے امام حلبی لکھتے ہیں کہ اس بات کی تائید حضرت عائشہؓ کے قول سے بھی ہوتی ہے جس میں انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم اتاری یہ نہیں کہا کہ آیت وضو اتاری اور اس کی وجہ یہی ہے کہ وضو اس آیت کے نزول سے پہلے فرض ہو چکا تھا۔[39]

(۵) ضعیف روایات سے استدلال واستنباط

سیرت نگاری میں فضائل و مناقب کے بیان میں قبول روایت کے حوالے سے نرمی کا پہلو اختیار کرنے کا رجحان تو ائمہ کے ہاں قابل قبول ہے۔[40] لیکن سیرت نگاری میں اگر معاملہ اخذ احکام کا ہو تو وہاں محدثین کے قائم کردہ اصولوں کی روشنی میں ہی روایات کو پرکھا جاتا ہے اور اخذ واستنباط مسائل واحکام کے بنیادی اصولوں کے اطلاق پر ہی زور دیا جاتا ہے جو کہ درحقیقت ایک اصولی بات ہے۔

روایت ودرایت کی بنیاد پر کمزور اور مشتبہ روایات کی نشاندہی کرنے کی کوشش کی جائے تو بعض کتب سیرت میں خاص طور پر خصائص و معجزات کے بیان میں ایسی روایات کا وجود ملتا ہے۔ خصائص و معجزات کے علاوہ بعض کتب سیرت میں سیرت کے دیگر پہلوؤں کے حوالے سے بھی کمزور روایات موجود ہیں اور انہی چند کمزور روایات سے بعض جگہ اخذ واستنباط مسائل بھی ملتا ہے السیرۃ الحلبیہ بھی اس امر سے مستثنیٰ نہیں۔ مثلاً امام موصوف نے روایت بیان کی ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر حضرت جعفرؓ دیگر اصحاب کے ساتھ حبشہ سے خیبر آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کا اٹھ کر استقبال کیا، حضرت جعفرؓ کی پیشانی کو چوما اور معانقہ کیا اور فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ آج مجھے زیادہ خوشی کس بات کی ہے خیبر کے فتح ہونے کی یا جعفرؓ کے آنے کی[41] پھر آپ ﷺ نے حضرت جعفر سے فرمایا: ''اے جعفر تو صورت و سیرت میں میرے جیسا ہے''۔ امام حلبی نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے خطاب کی لذت سے حضرت جعفرؓ نے رقص کیا جس کا نبی کریم ﷺ نے انکار نہیں کیا (یعنی ناپسند نہیں فرمایا)۔ مصنف کے نزدیک محافل ذکر و سماع میں صوفیاء جب لذت وجد سے آشنا ہو کر رقص کرتے ہیں تو ان (صوفیاء کے نزدیک رقص کے جائز ہونے) کی دلیل حضرت جعفرؓ کی مذکورہ بالا روایت ہے[42] جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے تو صاحب سیرت حلبیہ نے اس روایت کو بغیر کسی سند اور بغیر کسی کتاب کا حوالہ دیئے نقل کیا ہے یہ حدیث امام بیہقی کی ''دلائل النبوۃ و معرفۃ احوال صاحب الشریعہ'' میں موجود ہے امام بیہقی نے لکھا ہے کہ ''فی أسناده الی الثوری من لا یعرف''[43] علاوہ ازیں طبرانی کی المعجم الاوسط میں بھی اسے نقل کیا گیا ہے۔[44] لیکن مذکورہ بالا دونوں روایات میں ''حجل'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے ''رقص'' کے الفاظ کہیں مذکور نہیں۔ جہاں تک حجل کے معنی کا تعلق ہے تو اس کے معنی بیان کرتے ہوئے صاحب لسان العرب نے لکھا ہے کہ ''ان یرفع رجلاً ویقفز علی الاخری من الفرح''[45] نیز الخوجلی عورتوں کی ایسی چال کو بھی کہتے ہیں جس میں ناز و ادا ہو۔[46] ابن قیم اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اگر یہ روایت درست بھی ہے تو اس میں دباب اور تکسر (ناز و ادا سے چلنا) کی مشابہت اختیار کرنے اور چال میں تخنث (زنانہ پن/ ہیجڑا پن) اختیار کرنے کے جواز پر کوئی حجت نہیں کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کی

ہدایت کے منافی ہے البتہ اس بات کا امکان ہے کہ حضرت جعفرؓ کا مذکورہ بالا انداز (چال) حبشیوں کے اپنے بڑوں کی تعظیم کی عادت (وعرف) پر مبنی ہو جیسا کہ ترکوں کے ہاں ''الجوک'' بجانا۔ پس حضرت جعفرؓ اس عادت کے مطابق چلے اور انہوں نے تو اسے ایک مرتبہ کیا تھا پھر طرز اسلام وطریقہ اسلام کی خاطر اسے چھوڑ دیا۔ لہٰذا یہ تقفز و تکسر اور تثنّي وتخنث کہاں سے ہو گیا[47] امام حلبی نے اسے امام سیوطی کی الحاوی للفتاوی سے نقل کیا ہے اور امام سیوطی نے بنیادی طور پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اس روایت سے استدلال کیا ہے اور اس کے جواز کی طرف گئے ہیں۔[48]☆

(۶) روایات کے ضعف واضطراب کی نشاندہی

روایات سیرت کے ضعف واضطراب (اگر کسی روایت میں پایا جاتا ہے تو اس) کی نشاندہی کی گئی ہے مثلاً فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے والد گرامی حضرت ابو قحافہؓ کے قبول اسلام کے وقت آپ ﷺ نے ان کا سفید سر اور سفید داڑھی دیکھ کر فرمایا ''غیروهما وجنبوهما السواد'' (ان دونوں کے رنگ کو بدل دو اور سیاہی سے بچنا) امام حلبی نے یہاں خضاب کے استعمال کے جواز اور خضاب کے رنگ کے حوالے سے گفتگو کی ہے اور مختلف روایات بیان کی ہیں جن میں سے بعض روایات پر ''انه حديث منكر'' اور ''هوغريب جدا'' جیسے الفاظ سے حکم لگایا ہے۔[49] اسی طرح غزوہ احد کے تذکرہ میں حضرت حمزہؓ پر ۷۲ یا ۹۲ مرتبہ نماز جنازہ پڑھے جانے کی روایات کے متعلق تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ((اثنتين وتسعين صلاة)) وهذا غريب و سبعين ضعيف۔[50]

(۷) احکام فقہیہ کے ضمن میں مباحث اصولیہ

فقہی مباحث کے ضمن میں مصنف کی طرف سے کچھ اصولی بحثیں بھی کتاب میں زیر بحث لائی گئی ہیں مثلاً پچاس نمازوں سے پانچ نمازوں کی فرضیت تک کے ضمن میں حکم کے نافذ ہونے سے پہلے منسوخ ہونے کی اصولی بحث اٹھائی گئی ہے،[51]

تحویل قبلہ میں حضور ﷺ اور صحابہؓ کا کعبہ رخ گھومنا اور نماز میں عمل کثیر (عملاً كثيراً في الصلوة) سے نماز کے فاسد ہونے یا نہ ہونے کا بیان۔[52] نیز اہل قباء کو اگلے دن صبح کی نماز میں تحویل قبلہ کا پتہ چلنے اور ان کو عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں کے نہ لوٹانے کے حکم کے سلسلے میں ''الناسنح لايلزم حكمه الابعدالعلم به'' کی بحث کو چھیڑا گیا ہے۔[53]

امام حلبیؒ نے فرضیت وضو اور نبی کریم ﷺ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی تعلیم وضو کی بحث میں لکھا ہے کہ امر کا صیغہ وجوب اور ندب کے درمیان مشترک ہوتا ہے۔[54] اسی طرح باب ''ذكر الاسراء والمعراج و فرض الصلوات الخمس'' کے ضمن میں حضرت جبرئیل کا حضور ﷺ کے امام کی حیثیت سے نماز پڑھانے اور صحابہؓ کے آپ ﷺ کے مقتدی ہونے کی حیثیت سے نماز پڑھنے کے تذکرہ میں مصنف نے نماز میں دخول سے قبل کیفیت نماز جاننے کے لازم ہونے یا نہ ہونے کی اصولی بحث اٹھائی ہے۔[55]

(۸) مسلک شافعی کی طرف رجحان

صاحب کتاب چونکہ شافعی مسلک کی طرف رجحان رکھتے تھے اس لیے کتاب میں مذکور فقہی مسائل میں شافعی مسلک کو نہ صرف بڑھ چڑھ کر بیان کیا گیا ہے بلکہ شافعی مسلک کی فوقیت ثابت کرنے کی بھی بھرپور کوشش کی گئی ہے کتاب میں اخذ شدہ فقہی احکام کے ضمن میں اس اسلوب کی واضح جھلک دیکھی جاسکتی ہے امام حلبی نے بیشتر مسائل میں محض شافعی مسلک کو بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے اور دیگر فقہاء کی رائے

کو بیان نہیں کیا۔ بہت کم مقامات ایسے ہیں جہاں دیگر فقہاء کی آراء کو بیان کیا گیا ہے۔ شافعی فقہاء کے لیے ''فقہاؤنا''[56] ''ائمتنا''[57]، ''عندنا معاشر الشافعیہ''[58]، ''امامنا الشافعی''[59] وغیرہ جیسے الفاظ نقل کیے گئے ہیں۔

(i) امام شافعی کے فضائل و مناقب کا بیان

امام شافعی کے فضائل و مناقب کا بیان سیرت حلبیہ کا ایک منفرد پہلو ہے۔ امام حلبی شرف نسب نبوی ﷺ کے بیان میں قریش کے فضائل و مناقب سے بحث کرتے ہوئے ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ :

''عالم قريش يملاطباق الارض علماً''[60] ''قریشی عالم طبقات الارض کو علم سے بھر دیتا ہے۔''

پھر لکھتے ہیں کہ ائمہ کی ایک جماعت کا کہنا ہے، جس میں امام احمد بھی شامل ہیں، کہ وہ عالم امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور زمین کے طبقات میں کسی قریشی عالم کا علم اتنا نہیں پھیلا جتنا امام شافعی کا پھیلا ہے اور بعض حضرات کے کلام میں ہے کہ فروع میں جن ائمہ کی پیروی کی گئی ہے ان میں سے کوئی بھی قریشی نہیں سوائے امام شافعی کے، امام مالک بن انس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ قریشی تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اس قول باطل کے مطابق قریشی بنتے ہیں۔ جس میں کہا گیا ہے کہ قصی (ابن کلاب) قریش کا مورث اعلی ہے۔[61] امام حلبی نے امام السبکی کے حوالے سے لکھا ہے کہ تجربہ کار اہل علم نے کہا ہے کہ ائمہ میں سے یہ امام شافعی کے خواص میں سے ہے کہ جس نے امام شافعی یا ان کے اہل مذہب کی طرف بری نیت سے دیکھا یا تنقیص و توہین کرنا چاہی تو وہ بہت جلد ہلاک ہو گیا۔[62] علاوہ ازیں امام حلبی نے اپنی کتاب سیرت میں امام شافعی کے اقوال زریں بھی بیان کیے ہیں۔[63] کسی بھی کتاب سیرت میں کسی امام کے اس طرح سے فضائل و مناقب کا بیان اپنی نوعیت کی ایک منفرد مثال ہے۔

(ii) شافعی فقہاء کا رد

امام حلبی نے ایک آدھ مقام پر شافعی فقہاء کا بھی رَد کیا ہے مثلاً امام حلبی نے روایت بیان کی ہے کہ ایک دفعہ کسی نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ حضرت صفیہؓ کا مہر کیا تھا تو حضرت انسؓ نے فرمایا ''نفسها، اعتقهاوتزوجها'' (حضرت صفیہؓ کا نفس بذات خود، جسے آپ ﷺ نے آزاد فرمایا اور (پھر اس آزادی کو مہر قرار دیتے ہوئے) حضرت صفیہ سے شادی کر لی)۔ امام حلبی لکھتے ہیں کہ اس روایت سے ہمارے ان (شافعی) فقہاء کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ کتابیہ عورت سے نکاح کرنا اور ہم بستری آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کیونکہ آپ ﷺ نے حضرت صفیہؓ کے قبول اسلام سے قبل ان سے ہم بستری کی تھی[64] (پس اس روایت انسؓ سے ان فقہاء کے اس قول کا رد ہوتا ہے)

(۹) فقہی مباحث میں فقہاء و سیرت نگار حضرات کا رد

فقہی مسائل کے بیان میں بعض مقامات پر امام حلبی نے دیگر سیرت نگار حضرات کا رد بھی کیا ہے مثلاً امام سہیلی کا مؤقف ہے کہ عہد جاہلیت میں سوتیلی ماں سے باپ کی وفات کے بعد نکاح جائز تھا اور یہ محرمات میں سے نہ تھا اور نہ ہی یہ کوئی ایسی چیز تھی جسے انہوں نے ایجاد کر لیا ہو۔ اسی طرح دو سگی بہنوں کے ساتھ بیک وقت نکاح بھی جائز تھا (اور اس کی دلیل یہ ہے کہ) حضرت یعقوب نے راحیل اور ان کی بہن سے (ایک ہی وقت میں) شادی کی تھی[65] امام حلبی کہتے ہیں کہ امام سہیلی کا یہ کہنا کہ حضرت یعقوب نے راحیل اور لیا سے بیک وقت شادی کی تھی، جو کہ آپس میں سگی بہنیں تھیں، قابل التفات نہیں کیونکہ امام سہیلی کے اس مؤقف کی تردید قاضی بیضاوی کے قول سے ہو رہی ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے لیا سے شادی اس کی بہن راحیل کے انتقال کے بعد کی تھی۔[66]

(۱۰) شدت پسندی سے گریز

فقہی مباحث کے تذکرہ میں امام حلبی دیگر فقہاء کی آراء کو زیادہ نقل نہیں کرتے اگروہ کہیں نقل بھی کرتے ہیں (اور شافعی مسلک کو ترجیح دیتے ہوئے ان کی رائے کورد کرتے ہیں) تو زیادہ سخت رویہ اختیار نہیں کرتے اور شدت پسندی کا مظاہرہ نہیں کرتے نیز اپنی رائے کو مسلط کرنے کی بھی کوشش نہیں کرتے بہت سے مقامات پر انہوں نے اپنی رائے دینے کے باوجود قاری کو مزید غور وفکر کی دعوت دی ہے۔ البتہ ایک مقام پر امام حلبی نے احکام ومسائل میں دوسرے مسالک کے تعقب میں امام شافعی کے اختیار کردہ بعض سخت جملے نقل کیے ہیں۔ مثلاً غزوہ احد کے تذکرہ میں تمام سیرت نگار حضرات نے شھداء احد پر نماز جنازہ پڑھے یا نہ پڑھے جانے کے حوالے سے اپنے اپنے انداز میں بحث کی ہے۔ شھداء احد پر نماز جنازہ کے حوالے سے شافعی، مالکی، حنبلی اور ظاہری سیرت نگار حضرات کا نقطہ نظر یہ ہے کہ شھداء پر نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی (اور نہ ہی اب کسی پر پڑھی جائے گی) جبکہ احناف شھداء پر نماز جنازہ کے قائل ہیں۔ بعض شافعی سیرت نگار حضرات نے شھداء احد پر نماز جنازہ پڑھے یا نہ پڑھے جانے کے حوالے سے دونوں اطراف کی روایات اور نقطہ ہائے نظر بیان کر کے شافعی مسلک کو ترجیح دی ہے اور اپنی اس ترجیح میں کچھ سخت الفاظ کا استعمال بھی کیا ہے مثلاً امام حلبی نے امام شافعی کے قول کے حوالے سے لکھا ہے کہ مختلف متواتر سندوں سے بہت سی احادیث منقول ہیں جن کے مطابق یہ امر واضح ہے کہ آنحضرت ﷺ نے شھداء احد کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اب اگر کوئی شخص ان حدیثوں پر نکتہ چینی کرتا ہے جن سے نماز نہ پڑھنا ثابت ہے تو اسے شرم کرنی چاہیے۔[67]

خلاصہ بحث

فقہ السیرۃ کے حوالے سے سیرت حلبیہ کے اسلوب ومنہج کے نمایاں پہلو درج ذیل نکات کی صورت میں مختصراً بیان کیے جا سکتے ہیں۔

(۱) سیرت حلبیہ بنیادی طور پہ عیون الاثر اور سبل الھدی کا خلاصہ ہے اس لیے مذکورہ کتب میں فقہ السیرۃ کا جو اسلوب اختیار کیا گیا ہے اس کتاب میں بھی اس اسلوب کے آثار بہت نمایاں ہیں۔

(۲) سیرت حلبیہ میں مباحث استخراج واستنباط احکام میں استدلال واستشہاد کے لیے قرآن مجید کو مصدر اوّل کی حیثیت دی گئی ہے۔

(۳) احادیث وآثار اور دیگر روایات سیرت کو بھی بطور دلیل پیش کیا گیا ہے۔

(۴) روایاتِ سیرت میں تعارض کی صورت میں امام حلبی تعارض رفع کرنے اور تطبیق دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۵) امام حلبی روایات کے ضعف واضطراب کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے حکم لگاتے ہیں اور استنادی حیثیت کا تعین کرتے ہیں۔

(۶) مباحث فقہیہ میں روایات سیرت پہ اصول حدیث اور اصول فقہ کا اطلاق مصنف کی سیرت نگاری کا ایک اہم پہلو ہے نیز اصول حدیث واصول فقہ سے متعلقہ بہت سے مباحث کتاب کا حصہ ہیں۔

(۷) کتب فقہ کی طرز پہ فقہی احکام کی درجہ بندی بھی سیرت حلبیہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

(۸) فقہ شافعی کی طرف رجحان رکھنے کی وجہ سے فقہی مباحث میں مسلک شافعی کی برتری وفوقیت ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۹) فقہاء کی آراء سے اختلاف میں مجموعی طور پر معتدل ومتوازن رویہ اختیار کیا گیا ہے جبکہ کہیں کہیں سخت الفاظ کا استعمال بھی ملتا ہے۔

(۱۰) فقہی احکام اور دروس ونصائح سیرت مبارکہ کی تمام جہات سے اخذ کیے گئے ہیں اور زندگی کے تمام پہلوؤں پہ محیط ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

[1] مصنف کے تفصیلی حالات زندگی کے لیے دیکھیے:

(i)امین بن فضل اللہ المحبی، **خلاصة الأثر فی أعیان القرن الحادی عشر**، (بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۲۷ھ)، ج۳، ص۱۱۸۔

(ii)عبدالحی بن عبدالکبیر الکتانی، **فهرالفهارس ومعجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات**، (دارالغرب الاسلامی، ۱۴۰۲ھ)، ج۱، ص۳۴۴۔۳۴۵۔

(iii)عمر رضا کحالہ، **معجم المؤلفین**، (بیروت: داراحیاء التراث العربی، س۔ن) ج۷، ص۳۔

(iv)محمد بن عبدالباقی الزرقانی، **شرح الزرقانی علی موطا الامام مالک**، (بیروت: دارالمعرفۃ، ۱۴۰۱ھ)، ج۴، ص۲۵۱۔۲۵۲۔

[2] علی بن ابراہیم الحلبی، **انسان العیون فی سیرة الامین المامون**، تحقیق: عبداللہ محمد الخلیلی، (بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۲۰۰۸ء)، ج۱، ص۵۔۶۔

[3] عیون الاثر میں درج ذیل فقہی مباحث سے بحث کی گئی ہے: مرتدہ عورت کے قتل کا جواز وعدم جواز، شہداء احد پر نماز جنازہ کا مسئلہ، صلح حدیبیہ اور دس سال سے زائد عرصہ کے لیے صلح کا جواز، معاہدہ حدیبیہ اور مہاجر عورتوں کی واپسی کا حکم، آزادی بطور حق مہر، خیبر کے غلبہ یا صلح سے فتح ہونے کی بحث، غنائم خیبر کی تقسیم، فتح مکہ کی حیثیت، حاطب بن ابی بلتعہ کا واقعہ اور قتل جاسوس کا جواز، سلب مقتول۔

[4] ابن منظور ''ثوب'' کے تحت تثویب کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **''ومنه تثویب المؤذن اذانادی بالاذان للناس الی الصلوٰة ثم نادی بعد''** دیکھیے: **لسان العرب**، ج۱، ص۲۴۷۔

[5] عمادالدین ابن کثیر، **السیرة النبویة**، تحقیق، ا۔د۔ مصطفی عبدالواحد، (مصر: دارالسلام، ۱۴۳۲ھ)، ج۱، ص۱۲۹۔

☆ابن عمرؓ نے تو فتویٰ دیا ہی نہیں بلکہ خاموشی اختیار کی جیسا کہ روایت سے ظاہر ہے، مروان بن الحکم نے شاید ان کی خاموشی کو ہی ان کی غلطی تصور کیا ہے۔

[6] الحلبی، **السیرة الحلبیة**، ج۱، ص۵۵۔

[7] ناصر الدین ابی سعید عبداللہ بن عمر البیضاوی، **تفسیر البیضاوی المسمی انوار التنزیل واسرار التاویل**، (بیروت: دارالفکر، ۱۴۲۹ھ)، ج۵، ص۲۳۔

☆تفسیر البیضاوی کے حاشیہ نگار علامہ ابوالفضل القرشی الصدیقی الخطیب نے قاضی بیضاوی کے قول کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کو بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا پھر بیٹے کے عوض میں بکری ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تو یہ دونوں حکم اللہ کی طرف سے دیئے گئے تھے جہاں تک (عورت کی) نذر کا تعلق ہے تو اس عورت نے اس کو خود اپنے اوپر لازم کیا تھا پس وہ نذر منعقد ہی نہیں ہوئی لہٰذا اس کو فدیہ پہ مجبور نہیں کیا جائے گا۔ (دیکھیے: تفسیر البیضاوی ج۵، ص۲۳)

[8] الحلبی، **السیرة الحلبیة**، ج۱، ص۲۴۵۔

[9] ایضاً ج۱، ص۲۴۹۔ [10] ایضاً۔ [11] ایضاً ج۱، ص۴۳۹۔ [12] ایضاً ج۱، ص۴۴۲۔

[13] ایضاً ج۱، ص۴۴۲۔ [14] ایضاً ج۱، ص۵۸۰۔۵۷۹۔ [15] ایضاً ج۲، ص۲۹۔ [16] ایضاً ج۳، ص۶۱۔۶۳۔

[17] علماء تفسیر واحکام کے نزدیک وہ نبی حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ (دیکھیے ابن کثیر، **البدایة والنهایة**، ج۱، ص۹۹)

[18] الحلبی، **السیرة الحلبیة**، ج۳، ص۳۲۹۔ [19] ایضاً ج۳، ص۳۲۹۔ [20] ایضاً ج۲، ص۳۳۹۔

[21] ایضاً ج۳، ص۳۳۹۔ [22] ایضاً ج۳، ص۴۹۔ [23] ایضاً ج۳، ص۴۹۔

[24] القرآن الکریم ۳:۱۷۷۔

[25] الحلبی، **السیرة الحلبیة**، ج۳، ص۶۳۔ [26] ایضاً۔

[27] حرمت شراب کے مراحل ثلاثہ کے لیے دیکھیے: (البقرہ: ۲۱۹)، (النساء: ۴۳)، (المائدہ: ۹۰)

[28] الحلبی، **السیرة الحلبیة**، ج۳، ص۴۴۔ [29] ایضاً۔ [30] ایضاً ج۲، ص۳۲۲۔۳۲۳۔ [31] ایضاً۔

[32] امام احمد بن حنبل، **مسند**، ج۲۹، ص۱۱۲، رقم الحدیث: ۱۷۵۷۳۔

[33] ترمذی، **السنن الترمذی**، (ابواب الصلوٰۃ ، الصلوۃ علی الدابة فی الطین والمطر، رقم الحدیث ۴۱۱) شیخ البانی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔
دیکھئے: **سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة**، ج ۱۳، ص ۹۶۶۔

[34] الحلبی، **السیرۃ الحلبیة**، ج ۲، ص ۱۴۱۔ [35] ایضاً ج ۳، ص ۳۶۷۔۳۶۸۔ [36] ایضاً ج ۱، ص ۳۷۷۔

[37] یوسف بن عبداللہ ابی عمر ابن عبدالبر، **الاستذکار**، (بیروت: دارالکتب العلمیة، ۱۴۲۷ھ)، ج ۱، ص ۳۰۸۔

[38] الحلبی، **السیرۃ الحلبیة**، ج ۱، ص ۳۷۸۔ [39] ایضاً ج ۱، ص ۳۷۷۔۳۷۸۔

[40] احمد بن علی بن ثابت ابو بکر الخطیب البغدادی، **الکفایة فی علم الروایة**، (مصر: دارالکتب الحدیثیة، ۱۹۷۳ء)، ص ۲۱۲۔۲۱۳۔

[41] طحاوی، **شرح معانی الآثار**، ج ۴، ص ۲۸۱۔ طبرانی، **المعجم الکبیر**، ج ۲، ص ۱۰۸۔

[42] الحلبی، **السیرۃ الحلبیة**، ج ۳، ص ۲۷۔

[43] احمد بن الحسین ابو بکر بیہقی، **دلائل النبوۃ و معرفة احوال صاحب الشریعة**، (بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ)، ج ۴، ص ۲۴۶۔

[44] الطبرانی، **المعجم الاوسط**، ج ۵، ص ۵۳۔

[45] ابن منظور، **لسان العرب**، ج ۱۱، ص ۱۴۳۔

[46] ایضاً ج ۱۱، ص ۲۰۰۔

[47] ابن قیم، **زاد المعاد**، ج ۳، ص ۲۹۶۔

[48] الحلبی، **السیرۃ الحلبیة**، ج ۳، ص ۲۷۔ عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی، **الحاوی للفتاوی**، (بیروت: دارالکتاب العربی، س۔ن)، ج ۲، ص ۴۴۵۔

☆ رقص کے جواز و عدم جواز کے حوالے سے دیگر روایات کا حوالہ بھی دیا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ مسئلہ مختلف مکاتب فکر کے ہاں مختلف فیہ ہے، یہاں جواز یا عدم جواز ثابت کرنے کی بحث مقصود نہیں صرف مندرجہ بالا روایت کی استنادی حیثیت اور اس سے استنباط کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔

[49] الحلبی، **السیرۃ الحلبیة**، ج ۳، ص ۱۲۷۔

[50] ایضاً ج ۲، ص ۳۳۸۔ [51] ایضاً ج ۱، ص ۵۶۹۔ [52] ایضاً ج ۲، ص ۱۷۸۔

[53] ایضاً ج ۲، ص ۱۷۹۔ [54] ایضاً ج ۱، ص ۳۷۸۔ [55] ایضاً ج ۱، ص ۵۸۰۔

[56] ایضاً ج ۱، ص ۳۷۹۔ [57] ایضاً ص ۴۹۴۔ [58] ایضاً ج ۱، ص ۵۳۱۔

[59] ایضاً ج ۳، ص ۳۶۷۔

[60] ایضاً ج ۱، ص ۳۹۔ الطیالسی، سلیمان بن داؤد، **مسند ابی داؤد الطیالسی**، (بیروت: دارالمعرفة، س۔ن)۔ ص ۳۹۔
شیخ البانی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھیے: **سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة**، ج ۱، ص ۵۷۳۔

[61] الحلبی، **السیرۃ الحلبیة**، ج ۳، ص ۳۹۔

[62] ایضاً ج ۱، ص ۴۰۔

[62] محولہ بالا۔

[64] ایضاً ج ۳، ص ۶۳۔

[65]-ایضاً ج ۱، ص ۶۱۔

[66] ایضاً البیضاوی، **تفسیر البیضاوی**، ج ۳، ص ۲۷۵۔

[67] الحلبی، **السیرۃ الحلبیة**، ج ۳، ص ۳۳۸۔